خرم شہزاد خرم
ریسرچ اسکالر
شعبۂ اردو، جی سی یونی ورسٹی، فیصل آباد
ڈاکٹر طارق محمود ہاشمی
ایسوسی ایٹ پروفیسر
شعبۂ اردو، جی سی یونی ورسٹی، فیصل آباد

بائبلی روایات پر مبنی مغربی بصری ادب کے اردو تراجم

ABSTRACT

Tradition of urdu translations of visual literature based on biblical traditions.

By Kurram Shehzad Khurram, Research scholar, Department of Urdu, Government College University Faisalabad

Dr. Tariq Mehmood Hashmi, Associate Prof. Department of Urdu, Government College University Faisalabad.

Visual Literature based on Biblical Narratives have always been prepared for religious teachings in an artistic way. These movies or comics are translated in many languages. There is a great tendency of translating this animated literature into Urdu. These translations have been done as an individual work and also as an institutional job. There is a great need to analyse the method, tacts, importance and authenticity of Urdu translation of this Animated Literature. This article signifies the importance of such translation into Urdu. It not only appreciates the Urdu translations but also points out its weaknesses & suggests possible improvements.

بائبل یونانی زبان کے لفظ Biblia سے ماخوذ ہے جس کے معنی کتابیں ہیں۔ بائبل مقدس میں بہت سے انبیاء کے صحائف، اناجیل، خطوط اور شاعری پائی جاتی ہے ان ساری کتابوں کے تحریر ہونے میں قریباً ۱۶۰۰ سال کا عرصہ لگا۔ مسیحی عقیدہ کے مطابق خدا اپنے بندوں (انبیاء) سے کلام کرتا ہے اور انبیاء نے اس کلام کو تحریری شکل دے کر محفوظ کیا اور ان تمام تحریری اشکال کو بائبل میں یک جا کیا گیا ہے۔ بائبل مقدس کی فہرست کتب دیکھیں تو بائبل مقدس کی دو حصوں میں تقسیم ملتی ہے۔ (۱) عہد نامہ قدیم یا عتیق (۲) عہد نامہ جدید۔ عہد نامہ قدیم ۳۹ کتب پر مشتمل ہے جبکہ عہد نامہ جدید ۲۷ کتب پر مشتمل ہے۔

عہد نامہ کے لیے انگریزی میں لفظ Testament استعمال کیا جاتا ہے۔ یونانی میں اس کا مطلب عہد نامہ نہیں

بلکہ میثاق ہے اور یہ وہ عہد نامہ ہے جو خدا نے بنی اسرائیل کے ساتھ باندھا تھا۔ یہ پرانا عہد نامہ ہے۔عہد نامہ عتیق کی کتب اس لیے پرانا عہد نامہ کہلاتی ہے کیوں کہ ان کا تعلق تاریخ سے ہے۔عہد نامہ جدید کو اس لیے جدید کہا جاتا ہے کیوں کہ عہد نامہ جدید کی کتب عہد جدید کی بنیادی دستاویزات ہیں اردو دائرہ معارف اسلامیہ کے مطابق:

''انجیل کو عام طور پر یونانی زبان کا لفظ قرار دیا گیا ہے، جس کی اصل شکل Eu-angellion یا Evangelium ہے... اس لفظ کے لغوی معنی ہیں خوش خبری بشارت۔''(۱)

عہد نامہ قدیم یا عتیق میں کائنات کی تخلیق سے لے کر یسوع مسیح کی آمد سے تقریباً ۴۰۰ سال پہلے تک کے واقعات درج ملتے ہیں جبکہ عہد نامہ جدید میں یسوع مسیح اور ان کے بعد کے احوال و واقعات ملتے ہیں۔ ویکیپیڈیا کے مطابق:

عہد نامہ قدیم، یہ حصہ کائنات کی تخلیق سے یسوع مسیح سے ۴۰۰ سال پہلے کے پیغمبروں کے تحریر کردہ واقعات پر مشتمل ہے اس میں یسوع مسیح سے پہلے کے پیغمبروں کے تحریر کردہ صحائف شامل ہیں۔عہد نامہ جدید؛ اس حصہ میں یسوع مسیح کے رسل کی طرف سے لکھے گئے خطوط اور ان رسل کے واقعات شامل ہیں۔(۲)

بائبل مقدس میں لاتعداد روایات ملتی ہیں۔تمام روایات کو بیان کرنا ممکن نہیں البتہ زمانی ترتیب کے لحاظ سے اردو زبان میں موجود انگریزی زبان کی ایسی فلمیں جن میں مسیحی روایات پائی جاتی ہیں، ان کو ترتیب دیا گیا ہے۔

بائبل مقدس کی روایات کو بصری ادب میں پیش کرنے کی مغربی روایت میں ''سینٹ انتھونی کی آزمائش'' (Temptation of St. Anthony) کے عنوان سے قدیم مختصر فلم ملتی ہے۔جس کے بعد مذہبی فلموں کا رواج عام ہوتا ہے۔آہستہ آہستہ وقت گزرنے کے ساتھ اس میں جدت اور نت نئے اضافے ہوتے رہے ہیں جن سے ان روایات کو پردہ سکرین پر پیش کرنے کے ڈھنگ میں بھی تبدیلی آرہی ہے۔

مغرب کے بصری ادب میں ''سیمسون اور دلیلہ'' (Samson and Delilah) ایک ایسی امریکی رومانوی بائبل ڈرامہ فلم ہے جس میں ایک طاقتور انسان کی کہانی بیان کی گئی ہے۔یہ فلم ۱۹۴۹ء میں ریلیز ہوئی۔اس فلم کی ہدایت کاری سیسل بی ڈیمیل نے کی ہے۔سمسون اور دلیلہ فلم کا ترجمہ آسان اور نہایت شائستہ انداز میں کیا گیا ہے۔لیکن زبان کی جہاں بہت ساری خوبیاں اور علمی مفاہیم موجود ہیں وہیں اس کے ساتھ اس فلم کے ترجمہ میں مسائل اور دیگر امور کارفرما ہیں۔

فلم کے ترجمہ میں گرامر کے اصول کو نظر انداز کیا گیا ہے۔جس سے ترجمہ بے ہنگم اور بے سر و پا معلوم ہوتا ہے۔ ترجمہ میں مترجم نے گرامر کے اصولوں کی پروا کیے بغیر اپنی مرضی سے معانی و مفاہیم کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے جس سے ترجمہ اپنے اصل متن سے قدرے دور محسوس ہوتا ہے۔ترجمہ میں الفاظ اور جملوں کے درمیان ربط نہیں پایا جاتا جس سے ترجمہ کی چاشنی برقرار نہیں رہتی۔لیکن اس بے ربط ترتیب کی وجہ سے اس ترجمہ کو لفظی ترجمہ بھی نہیں کہا جا سکتا کیوں کہ اس ترجمہ میں

علمیت کا اظہار زیادہ ملتا ہے جب کہ ترجمہ کی ضروریات اور اصولوں کو نظر انداز کیا گیا ہے۔

ترجمہ میں استعمال کیے گئے الفاظ سے اجنبیت محسوس ہوتی ہے۔ الفاظ سے اس دور کی عکاسی نہیں ہوتی۔ ترجمہ کے لیے استعمال کیے گئے الفاظ اور فلم میں دکھائے گئے مناظر میں مطابقت نہیں پائی جاتی۔ فلم کے انگریزی سکرپٹ میں مکالمہ یوں بیان ہوا ہے:

Before the dawn of history,
Even since the first man
discovered his soul,
He has struggled against the forces
That sought to enslave him.
He saw the awful power of nature
rage against him
The evil eye of the lightning,
The terrifying voice of the thunder,
The shrieking, wind-filled darkness
Enslaving his mind
with shackles of fear.
Fear bred superstition,
blinding his reason.
He was ridden by a host of devil gods.
Human dignity perished
on the altar of idolatry.(3)

فلم میں اردو ترجمہ یوں بیان کیا گیا ہے:

''تاریخ سے بہت پہلے، جب انسان کو اپنے ہونے کا احساس ہوا، وہ ان قوتوں سے لڑ رہا ہے، جو اسے غلام بنانے پر تلی ہے، اُسے فطرت برسرِ پیکار نظر آئی۔ برق کی چمکتی آنکھیں، دل ہلا دینے والی کڑک، اندھیرے میں چیختی ہوا، ذہن کو جکڑنے والی خوف کی بیڑیاں، خوف نے وہم کو جنم دیا، عقل مفلوج ہو گئی، چاروں طرف شیطانی خداؤں کی فوج، انسانی شرافت بت پرستی کی بھینٹ چڑھ گئی۔''(۴)

ترجمہ میں استعمال کیے جانے والے الفاظ، ترجمہ کرنے کا انداز اور پردہ پر دکھائے جانے والے مناظر میں ایک ابہام سا محسوس ہوتا ہے۔ ترجمے کا ایک اصول یہ ہے کہ ترجمہ اصل متن سے قریب ہو یا ترجمہ مفہوم واضح کرتا ہو۔ لیکن اس فلم میں مصری منتروں کو اور محفل کے شور کو ترجمہ نہیں کیا گیا بلکہ جوں کا توں بیان کی گیا ہے۔ جس سے مناظر اور آواز میں یکسوئی برقرار نہیں رہتی۔

زبان نفیس اور الفاظ کا چناؤ کافی ادبی ہے۔ترجمہ میں استعمال کیے جانے والے الفاظ ادبی نوعیت کے ہیں جن سے ادب اور مترجم کی قابلیت تو نظر آتی ہے لیکن فلم کے مکالمات کی روانی بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ اگرچہ نفیس اور شائشتہ الفاظ کا استعمال کیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود اصل فن پارہ کا مفہوم واضح نہیں ہوتا جس سے ترجمہ کی روح رواں نہیں رہتی۔ترجمہ میں متن سے واقفیت کے علاوہ علمی دنگل بھی کھیلا گیا ہے۔جس سے متن کا اصل مفہوم قدرے دوری کا احساس دلاتا ہے۔مترجم نے متن کے مفہوم کو واضح کرنے کی بجائے اپنے علم اور الفاظ پر قدرت دکھائی ہے جس سے ترجمہ کی اصل حیثیت متاثر ہوئی ہے۔

فلم کا آغاز روایتی فلم کی طرح کرداروں کے مکالموں سے نہیں ہوتا بلکہ پس پردہ مترجم کی آواز سے ہوتا ہے۔پس پردہ آواز میں جو مکالمات استعمال کیے گئے ہیں اس ترجمہ میں ہم آواز الفاظ کے استعمال سے ردھم بھی بنایا گیا ہے۔مشکل اور دقیق الفاظ کا فراوانی سے استعمال کیا گیا ہے۔فلم کے مرکزی کردار کو پس پردہ آواز کے ذریعے اس طرح فلم کے آغاز میں یوں متعارف کروایا گیا ہے۔

> ''تیر انساں میں جل اٹھنے والا شعلہ،فوجی تھا یا من موجی،من کار تھا یا کوئی شاہ کار، عاشق تھا یا سیاست دان، تاریخ کا دھارا بدل کر رکھ دیا۔ آج بھی اس کا نام روشن ہے۔ دھان کی سرزمیں میں، مسیحا سے ہزار سال پہلے ایسا ہی ایک شخص تھا۔ اس کے رگ و پے میں پیوستہ زور اور کمزوری و شہ زوری، ساتھ ہی ساتھ ایک خواب، بس خواب کہ میری قوم آزاد ہو۔ نام تھا اس کا سیمسن۔''(۵)

مکالمات میں دقیق الفاظ،مشکل الفاظ وتراکیب کا ایک جھنڈ، اور سطور میں غیر ہم آہنگی واضح دکھائی دیتی ہے۔ ایک کردار کے تعارف کو بیان کرنے کے لیے اگرچہ قابلیت،علمیت اور مترجم کی الفاظ پر مضبوط گرفت تو ظاہر ہوتی ہے لیکن اس سے فن پارہ کا اصل مفہوم ناظرین تک نہیں پہنچ پاتا۔جس سے ترجمہ کرنے کی ساری کوشش بے کار جاتی ہے۔فلم ''سمسون اور دلیلہ'' کے ترجمہ میں خوبصورت الفاظ،علمیت، قابلیت، مترادف الفاظ کا ذخیرہ، متضاد الفاظ کا استعمال، جملوں میں قلمی شہ زوری اور مترجم کی قلم پر قدرت تو ظاہر ہوتی ہے لیکن ایک خوبصورت اور اچھا ترجمہ جو عام ناظرین کی ذہنی سطح کے مطابق ہو اس طرح کی خوبیاں اس فلم کے ترجمہ میں بہت کم پائی جاتی ہیں۔

یسوع مسیح (Jesus) ایک ڈرامہ فلم ہے جو ۱۹۷۹ء میں ریلیز ہوئی۔ اس کی ہدایتکاری پیٹر سائکس اور جان کرش نے کی تھی اور جان ہیمن نے پروڈیوس کیا تھا۔فلم یسوع میں، یسوع مسیح کی زندگی کو پیش کیا گیا ہے، اس فلم کی کہانی انجیل لوقا سے لی گئی ہے۔فلم یسوع مسیح میں یسوع مسیح کی زندگی کی عکس بندی نہایت مہارت سے کی گئی ہے۔فلم میں یسوع مسیح کے دور کی تہذیب وثقافت کی عکاسی نہایت باریکی سے کی گئی ہے۔فلم میں تمام مناظر کو مکمل طور پر بائبلی تعلیمات کے مطابق عکس بند کیا گیا ہے۔

فلم کے آغاز سے اختتام تک کہیں بھی بائبلی تعلیمات سے انحراف نہیں ملتا بلکہ تمام چھوٹے بڑے واقعات کو ایک تسلسل اورلڑی میں پرویا گیا ہے۔تمام مناظر آپس میں مربوط ہیں جس سے مصنف کی سکرپٹ رائٹنگ کی کاملیت کا اندازہ ہوتا ہے۔فلم کے انگریزی سکرپٹ میں مکالمہ یوں بیان ہوا ہے:

God sent the angel Gabriel to visit a
virgin girl in the city of Nazareth.
And the virgin's name was Mary.
Fear not Mary,For youhave found favor with God.
You will conceive and give birth to a Son
and you will call His name, Jesus.
How can this be? I am a virgin.
The Holy Spirit will come upon you.
For this reason the Holy Childwill be calledthe Son of the Most High God.
His kingdom will never end.(6)

فلم میں اردو ترجمہ یوں بیان کیا گیا ہے:

''خدا نے جبرائیل فرشتے کو ناصرت کی ایک کنواری کے پاس بھیجا جس کا نام مریم تھا۔خوف نہ کر مریم، خدا کی طرف سے تجھ پر فضل ہوا ہے۔دیکھ تو حاملہ ہوگی،اور بیٹا جنے گی۔اس کا نام یسوع رکھنا۔یہ کیسے ہوگا، میں تو کنواری ہوں۔روح القدس تجھ پر نازل ہوگا۔اسی سبب وہ مولود مقدس خدا کا بیٹا کہلائے گا اور اس کی سلطنت کا آخر نہ ہوگا۔''(۷)

فلم کے ہدایت کار نے اپنی پوری فنی صلاحیتوں سے فلم کے تمام مناظر کی ترتیب اور اداکاری کا خیال رکھا ہے۔

''یعقوب''(Jacob)ایک امریکی ٹیلی ویژن فلم ہے جس میں یعقوب اور اس کے بیٹوں کی کہانی بیان کی گئی ہے۔۱۹۹۴ء میں ریلیز ہونے والی اس فلم کا ترجمہ فادر رحمت راجا او۔پی نے کیا۔آپ خدا کے خادم کی حیثیت سے کیتھولک کلیسیا سے ساری زندگی پیوستہ رہے ہیں۔اس فلم کو دختران پولوس، ابلاغیات مقدس پولوس کے تعاون سے ترجمہ کیا گیا ہے۔فلم کا ترجمہ کرنے کے لیے کاپی رائٹس بھی حاصل کیے گئے ہیں۔

ترجمہ میں مشکل اور دقیق الفاظ سے اجتناب کیا گیا ہے۔عام ناظرین کی سمجھ میں آنے والے الفاظ کا چناؤ کیا گیا ہے۔مترجم کے لیے یہ ضروری ہوتا ہے کہ جب وہ ترجمہ کرے تو اس کے ذہن میں یہ بات ہو کہ وہ کن کے لیے ترجمہ کررہا ہے۔اس متن میں اپنی طرف سے کچھ اضافہ نہ کرے بلکہ وہ متن میں موجود تاثر کو برقرار رکھے۔یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جو مترجم کی کامیابی کا ثبوت ہوتی ہے۔اس فلم کو ترجمہ کرتے وقت فادر رحمت راجا صاحب اپنی اس قابلیت کو بہ خوبی

استعمال کرتے ہیں اور ناظرین کی ذہنی استطاعت کے مطابق انھوں نے الفاظ کی ادائی بہت عمدہ انداز میں کی ہے۔مشکل اور پیچیدہ الفاظ سے گریز کیا گیا ہے۔ترجمہ جامع انداز میں میں کیا گیا ہے۔ترجمہ کی جامعیت کا اصول یہ ہے کہ ترجمہ کرنے کے بعد بھی متن کی اصل ہیئت وشکل برقرار رہے۔مترجم نے اس فلم کے ترجمہ میں اصل مکالمات کی ہئیت کو برقرار رکھا ہے اور نہایت ماہرانہ انداز میں فلم کے بنیادی ڈائیلاگز کو خوش اسلوبی سے ترجمہ کیا گیا ہے۔

ترجمہ نگار نے اس فلم میں ترجمہ کے لیے جو الفاظ استعمال کیے گئے ہیں وہ اس دور کی تہذیب وثقافت کو بھی پیش کرتے ہیں۔ یہ مترجم کی خوبی ہوتی ہے کہ اس کے چنیدہ الفاظ سے اس دور کی تہذیب جھلکتی ہو۔فلم میں انگریزی زبان میں مکالمہ یوں بیان ہوا ہے:

> It took a so long, where are the boys?
> One fights against storm to save the wells, other is with his grandfather.
> Blessed are you Lord our God who created the universe, who brings the bread for us from the earth. Amen.(8)

فلم میں اردو ترجمہ یوں بیان کیا گیا ہے:

> ”بہت دیر ہوگئی میرے بیٹے کہاں ہیں۔
> ایک تو طوفان سے لڑتا ہے کنویں بچانے کے لیے اور دوسرا اپنے نانا کے ساتھ ہے۔مبارک ہے تو اے کائنات کے خدا یہ روٹی جو تو نے زمیں سے آج عطا کی ہے تیرا شکر ادا کرتے ہیں۔آمین۔“(۹)

مترجم نے اس فلم کے ترجمہ میں جہاں ضرورت محسوس کی وہاں بائبل مقدس کی آیات کو نقل کیا ہے جس سے فلم میں دکھائے جانے والے مناظر اور بائبل مقدس میں درج الفاظ کی مناسبت ملنے سے ناظرین کی توجہ منتشر نہیں ہوتی بلکہ وہ ایک جانے پہچانے ماحول اور الفاظ کے سحر میں ڈوب جاتا ہے۔متروک اور خوابیدہ الفاظ سے پرہیز کیا گیا ہے اگر یوں کہا جائے کہ ایسے الفاظ ترجمہ میں نہیں ملتے تو بے جا نہ ہوگا۔ترجمہ کے اصول کے مطابق اگر مترجم متروک الفاظ استعمال کرتا ہے تو اس سے قاری بوریت اور عجیب کش مکش کا شکار ہو جاتا ہے۔جس سے مترجم کی ساری کوشش رائیگاں جاتی ہے۔لیکن اس فلم کے ترجمہ میں فادر رحمت صاحب نے ایسے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے فلم کا ترجمہ پیش کیا ہے۔کسی بھی قسم کے ترجمہ کی سب سے بڑی خصوصیت ترجمہ کا اختصار سے پیش کرنا ہوتی ہے۔ اگر ترجمہ میں اختصار موجود نہ ہو تو ترجمہ بعض اوقات اپنے اصل مفہوم سے ہٹ جاتا ہے اور اصل متن کے متضاد معنی فراہم کرتا ہے۔

مذکورہ فلم کے مکالمات کا ترجمہ کرتے وقت مکالمات کی ہئیت اور مفہوم کو باریک بینی سے جائزہ لینے کے بعد اختصار کے ساتھ پیش کیا ہے جس سے ترجمہ میں سلاست وسادگی اور اختصار کا عنصر واضح ملتا ہے۔مترجم نے اردو زبان کے

نہایت آسان اور عام بول چال کے الفاظ فلم کے ترجمہ میں استعمال کیے ہیں جس سے ناظرین کی دل چسپی برقرار رہتی ہے۔ جہاں مفہوم کو بیان کرنے لیے دو الفاظ استعمال عام میں تھے وہاں بڑی خوش اسلوبی اور مہارت سے مترادف لفظ استعمال کر کے ترجمہ کو سہل بنایا گیا ہے۔ مترادفات کے حوالے سے معروف نقاد سید عابد علی عابد یوں رقم طراز ہیں کہ:

> ''لغت کا ذخیرہ الفاظ بہت محدود ہے اور ذہن انسانی کی پرواز بت کراں۔ اس لیے لغت تو یہ کر سکتی ہے کہ ایک کلمے کے کئی سلسلہ معانی متعین کر دے، لیکن یہ نہیں کر سکتی کہ ایک ہی معانی کے لیے دو لفظ مہیا کر دے جہاں ایسا اشتباہ ہو گا وہاں الفاظ مترادف ہوں گے مرادف نہیں۔ مراد یہ ہے کہ معانی میں قریب تر تو ہوں گے لیکن کوئی دلالت ضرور مختلف ہو گی۔''(۱۰)

مترجم نے اصل متن کا مفہوم برقرار رکھتے ہوئے مناسب مترادف الفاظ کا استعمال کرتے ہوئے ترجمہ کو سہل اور آسان بنا دیا ہے جس سے ناظرین کی طبعیت بوجھل نہیں ہوتی بلکہ وہ آسانی سے اصل متن کو سمجھ پاتے ہیں۔

مغرب کے بصری ادب میں ۱۸۵ منٹس کے دورانیہ پر مشتمل یوسف (Joseph) بہت اہم نیز دلچسپ ہے۔ اس کی ہدایت کاری راجر ینگ نے کی۔ ۱۶ اپریل ۱۹۹۵ء کو یہ فلم امریکہ میں ریلیز کی گئی۔ فلم کے تمام واقعات بائبل میں سے لیے گئے ہیں۔ فلم کی کہانی جیمز کارنگٹن اور لیونل چیٹونڈ نے لکھی ہے۔

مقدس یوسف فلم کا اردو ترجمہ دختران پولوس، ابلاغیات مقدس پولوس، لاہور نے کیا ہے۔ فلم کا ترجمہ عمدہ انداز میں اور آسان اردو زبان میں کیا گیا ہے۔ ترجمہ میں کہیں بھی کسی بھی قسم کی علمیت نہیں جتلائی گئی بلکہ واضح ظور پر نظر آتا ہے کہ مترجم کا مقصد صرف اصل متن تک رسائی ہے۔ ترجمہ کا انداز سادہ اور آسان ہے۔ کہیں بھی مشکل الفاظ کا استعمال نہیں ملتا اور نہ ہو کسی خاص قسم کے دقیق یا مشکل الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ مترجم کی اس کاوش میں سادگی اور سلاست کا واضح عنصر پایا جاتا ہے۔ اس میں یہ بات قابل غور ہے کہ مترجم اس دور کی تہذیب و ثقافت، رہن سہن اور بود و باش سے واقفیت رکھتا ہے۔ جس کی بنا پر مترجم نے پردہ پر دکھائے جانے والے مناظر کے مطابق ترجمہ میں بھی ماحول کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے تا کہ اس سے فلم میں ناظرین کی دل چسپی بندھی رہے۔ فلم میں انگریزی زبان میں مکالمہ یوں بیان ہوا ہے:

> Pay heed to Potiphar, Chief steward of the Phorah.
> Quite! The slave market of Avaris,
> Crown city of Egypt, to the Phorah, god to his people,
> Welcomes the chief steward, and the head of Phorah's guards.(11)

فلم میں اردو ترجمہ یوں بیان کیا گیا ہے:

> ''فرعون کے منتظم اعلیٰ، فوطیفر کی تعظیم کے لیے جھک جاؤ۔ خاموش! غلاموں کی منڈی،

مصر کے دارلحکومت اور فرعون کے گھر میں، اپنے لوگوں کے لیے دیوتا، عزت مآب
فوطیفر کو خوش آمدید کہتے ہیں۔"(۱۲)

فلم کے ترجمہ میں آواز کا جادو بھی بہت اثر دکھاتا ہے۔آواز میں کردار کے ڈائیلاگ کے مطابق رعب و دبدبہ، جوش، سکون اور اتار چڑھاؤ موجود ہے۔جس سے ترجمہ کو مزید خوبصورتی ملتی ہے۔فلم مقدس یوسف میں آسان الفاظ، آسان جملے، استعمال کیے گئے ہیں۔کہیں بھی کسی بھی قسم کی کوئی معنوی یا لفظی تکرار نہیں ملتی جس سے ناظرین و سامعین کی توجہ بکھر جائے بلکہ ناظرین ترجمہ کے ذریعے آشنا ماحول میں فلم سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

داؤد(David) ایک ٹیلی ویژن فلم ہے جو ۱۹۹۷ء میں ریلیز کی گئی۔اس فلم میں مرکزی کردار داؤد بادشاہ کا ہے جسے نتھانی ایل پارکر نے ادا کیا۔اس فلم کو لیری گراس نے لکھا اور رابرٹ مارکوونز اس کے ہدایت کار تھے۔فلم کے عکس بندی مراکش میں کی ہے۔فلم داؤد کا ترجمہ مرینہ ایمس نے کیا ہے۔اس فلم کے ترجمہ کی پیش کش دختران پولوس، ابلاغیات مقدس پولوس نے کی ہیں۔اس فلم کا اردو زبان میں ترجمہ ایک ادبی شاہ کار ہے۔اردو زبان میں یہ ترجمہ سلیس اور آسان الفاظ میں کیا گیا ہے۔اس فلم کے ترجمہ کی زبان کو ایک عام دیہاتی انسان بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔گویا یہ کہنا مناسب ہوگا کہ ترجمہ اس قدر آسان الفاظ میں ہے کہ کسی بھی عمر اور ماحول سے تعلق رکھنے والے افراد اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

ترجمہ جامع انداز میں کیا گیا ہے۔تمام الفاظ اور جملے ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔کہیں بھی ان میں غیر تسلسل نہیں پایا جاتا۔کہانی کا پلاٹ مضبوط ہونے کی وجہ سے انگریزی مکالمات چونکہ مربوط ہیں اس وجہ سے ترجمہ میں بھی یہ ربط اور تسلسل نظر آتا ہے۔فلم کے ترجمہ میں زبان بنیادی طور پر بائبلی زبان بیان کی گئی ہے۔جس میں ناظرین ترجمہ سے اجنبیت محسوس نہیں کرتے بلکہ ایک پہلے سے جانے پہچانے ماحول کو آنکھوں کے سامنے گردشی حالت میں دیکھتے اور سنتے ہیں۔گویا ترجمہ میں تہذیب وثقافت کی شاندار عکاسی کی گئی ہے۔

مترجم جو مذہبی خدمات سے وابستگی کی وجہ سے فلم میں دکھائے جانے والے تمام مناظر کی تاریخ سے آشنائی رکھتی تھیں۔جس کی وجہ سے ان کے ترجمہ میں بائبلی الفاظ اور لغتیات کی جھلک نظر آتی ہے۔پورے شاہکار میں کہیں بھی غیر سنجیدہ، غیر مانوس یا ادھورے الفاظ وخیال نظر نہیں ملتے۔فلم کا آزاد ترجمہ کیا گیا ہے۔فلم کے ایک منظر میں جب ساؤل خدا کی نافرمانی کرتا ہے اور خدا اسے سموئیل نبی کے ذریعے سزا دیتا ہے۔ان مناظر کو انگریزی سکرپٹ میں یوں بیان کیا گیا ہے:

You reject the Lord.
Now he'll reject you and your kingdom.
Samuel...
If I've sinned,
It was to feed my army.
All right. All right, I've sinned.

But, Samuel, help me, please. Help me.
Help me make this right with God.
Together.Together we'll make
a burnt offering.
You think God cares
Aboutburnt offerings?
Or does he care that
His servant obey his word?
You cannot bargain
with the God of Israel.(13)

جبکہ اس کا اردو ترجمہ یوں کیا گیا ہے:

''تو نے خدا کو رد کیا
خدا نے تیری بادشاہت کو رد کر دیا۔
سیموئیل
اگر میں نے گناہ کیا،
تو فوج کی خوراک کے لیے
ہاں، ہاں میں نے گناہ کیا
سموئیل میری مدد کر، میری مدد کر
ہم دونوں خداوند کے حضور چلیں گے
قربانی کریں گے۔
خداوند قربانی کو پسند کرتا ہے یا اس بات کو کہ اس کا بندہ اس کی فرمانبرداری کرے۔
تو نے اپنی بادشاہت کھو دی۔''(۱۴)

مندرجہ بالا اقتباس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مترجم نے زبان آسان فہم، بائبلی الفاظ اور بائبلی تعلیمات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے فلم کا ترجمہ کیا ہے۔ کہیں بھی مشکل یا دقیق الفاظ و خیالات نہیں شامل کیے گئے جس سے عام ناظرین کی طبعیت پر منفی اثرات یا بوجھل پن نہیں پڑتا بلکہ وہ اس طرح کی زبان کے استعمال سے ایک آشنا ماحول محسوس کرتے ہیں۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ فلم کا ترجمہ آسان فہم، سلیس، ناظرین کی ذہنی استطاعت کے مطابق، اور ترجمہ کے اصولوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کہ کیا گیا ہے۔ مشکل الفاظ و محاورات کا کہیں بھی استعمال نہیں ہے۔ ترجمہ میں کہیں بھی علمیت یا ادبیت دکھانے کی کوشش نظر نہیں آتی بلکہ مترجم نے فن پارہ کے اصل معنی و مفاہیم کو واضح طور پر ترجمہ کے ذریعے بیان کیا ہے جو ایک کامیاب ترجمہ کی ضمانت ہے۔

مغرب کے بصری ادب میں اپوکلپس یا دی اپوکلپس (The Appocylpse) کی اہمیت یہ ہے کہ یہ بائبل مقدس کی آخری کتاب مکاشفہ (Revelation) سے ماخوذ ہے۔آسٹریلین زبان میں اسے ریویلیشن (Revelation) یا مکاشفہ کے نام سے سے بھی جانا جاتا ہے۔فلم مکاشفہ کا ترجمہ دختران پولوس، ابلاغیات مقدس پولوس، نے ترجمہ کیا۔فلم کا ترجمہ ردھم میں اور آسان الفاظ و جملوں میں کیا گیا ہے۔فلم کے واقعات چوں کہ مستقبل سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے زیادہ تر بائبل مقدس کی آیات کو مدِ نظر رکھا گیا ہے۔بعض جگہ پر بائبل مقدس کی آیات کو ہی دہرایا گیا ہے۔جس سے قاری کسی عجیب کیفیت کا شکار نہیں ہوتا بلکہ وہ ان الفاظ و آیات سے آشنا ہونے کی وجہ سے بآسانی ترجمہ کو سمجھ لیتا ہے۔

فلم کے ترجمہ میں ایک بات جو قابل مشاہدہ ہے وہ یہ کہ فلم کے اردو ترجمہ میں شہروں کے نام جیسے بائبل میں بیان ہوئے ہیں ویسی ہی کیے گئے ہیں۔اس میں اگر وہ شہروں کے نام قدیم ہیں تو وہی استعمال کیے گئے ہیں۔جس سے کسی بھی واقعہ کا محل وقوع سمجھنے میں دقت نہیں ہوتی۔بلکہ ناظرین آسانی سے متعلقہ شہر یا ملک کو پہچان لیتا ہے۔

فلم کے اردو ترجمہ میں ایک اور خوبی قابل ذکر ہے کہ اس فلم میں جب کوئی واقعہ کسی مخصوص شہر یا جگہ سے متعلق ہو تو اردو زبان میں Subtitles میں اس جگہ کا نام پردہ پر نمودار ہوتا ہے جس سے ناظرین اس شہر کے بارے سننے کے ساتھ ساتھ پردہ پر پڑھ بھی لیتے ہیں۔فلم کے اردو ترجمہ میں رومی شخصیات کے نام اور انکے عہدوں کے نام جوں کے توں استعمال کیے گئے ہیں۔شخصیات کے نام یا ان کے عہدوں کو ترجمہ نہیں کیا گیا۔وہ انگریزی متن کے مطابق ان کی اصل شکل میں ہی بیا ن کر دی گئی ہے۔فلم میں رومی شہنشاہ جب اپنی خدائی کا دعویٰ کرتا ہے۔فلم میں یوں بیان کیا گیا ہے:

> I Ceasor Augustis of Demitrias, lord of
> the empire,to hereby proclaim myself, divine.(15)

مترجم نے اس کا اردو ترجمہ کچھ یوں کیا ہے:

> ''میں شہنشاہ ڈیمی ٹیریس، روم کا بادشاہ اپنے آپ کو خدا کہتا ہوں۔میری تعظیم کی جائے۔''(۱۶)

زیادہ تر الفاظ عام فہم ہیں جس سے سامعین کو بات کو سمجھنے کے لیے محنت نہیں کرنا پڑتی بلکہ سامعین بآسانی کی گئی بات کا ادراک کر لیتے ہیں۔مترجم نے جملوں کی ترکیب کا خاصا خیال رکھا ہے۔کہیں بھی جملوں میں تناؤ، بے ترتیبی اور بے ربط خیالات نہیں ملتے۔زبان نہایت آسان اور عام فہم ہے۔جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مترجم نے کہانی کے اصل واقعات اور اس کے بیان کے لیے استعمال ہونے والی زبان کو ملحوظ خاطر رکھا ہے اور جہاں محسوس کیا بائبل مقدس کی آیات کو استعمال کیا ہے۔جس سے عام ناظرین و سامعین کی توجہ فلم کی کہانی پر بندھی رہتی ہے۔مترجم نے ان تمام آلات کو استعمال کرتے ہوئے اصل متن کی روح کو زندہ رکھا ہے۔

دی پیشن آف دی کرائسٹ (The Passion of the Christ) فلم میں بنیادی طور پر یسوع مسیح کی موت سے پہلے بارہ گھنٹوں پر محیط جوش، جذبہ کی منظر کشی کی گئی ہے۔فلم کی زیادہ تر عکس بندی اٹلی میں کی گئی ہے۔فلم کے مکالمات عبرانی، لاطینی اور ارامی زبان میں پیش کیے گئے ہیں۔فلم کی ہدایت کاری میل گبسن نے کی۔فلم"پیشن آف دی کرائسٹ" کا اردو ترجمہ پاسٹر ٹونی ولیم نے کیا ہے۔وہ ایک معروف محقق، علم دوست اور ماہر لسان ہیں۔وہ بیک وقت ارامی، عبرانی، انگریزی اور اردو زبانوں پر عبور رکھتے ہیں۔ٹونی ولیم لوگاس کرسچین میگزین کے چیف ایڈیٹر بھی ہیں۔وہ پنجاب یونی ورسٹی میں عرصہ دس سال سے عبرانی زبان کے استاد ہیں۔ان تمام ذمہ داریوں کے علاوہ ٹونی ولیم کلیسیا میں بہ طور پادری بھی اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔فلم پیشن آف دی کرائسٹ کا ترجمہ انھوں نے سال ۲۰۰۴ء سے ۲۰۰۵ء کے دوران (جب وہ نیو کری ایشن منسٹریز کے ڈائریکٹر تھے) کیا۔

ترجم نے فلم کی اصل زبان میں بیان کردہ مشکل الفاظ کو، ایسے الفاظ جو عام فہم نہیں اور نہ ہی معاشرہ میں عمومی طور پر استعمال کیے جاتے ہیں ایسے الفاظ کے ترجمہ کے لیے بائبل مقدس میں سے نئے عہد نامہ سے رہنمائی لی ہے۔اور کوشش کی ہے کہ ترجمہ میں وہی الفاظ استعمال کیے جائیں جو قاری عام طور پر پڑھتا اور سمجھتا ہے تاکہ کسی قسم کا ابہام پیدا نہ ہو۔

فلم کے ترجمہ کے حوالے سے جو طریقہ کار اختیار کیا گیا اس میں فلم میں موجود سب ٹائٹل کو استعمال کیا گیا ہے۔فلم کا کوئی خصوصی ترجمہ کا سکرپٹ تیار نہیں کیا گیا بلکہ فلم میں موجود انگریزی سب ٹائٹلز کی مدد سے ترجمہ کو موزوں بنایا گیا ہے۔فلم کی اصل زبان چوں کہ ارامی تھی لہٰذا فلم کے ساتھ سب ٹائٹل انگریزی زبان میں تھے۔مترجم ارامی اور انگریزی چونکہ اچھی طرح جانتے تھے لہٰذا انھوں نے فلم کے روایتی انداز سے ہٹ کر سکرپٹ کے بغیر محاوراتی ترجمہ سے ترجمہ ناظرین کو متاثر کیا۔

فلم کے ترجمہ کی سماجی و معاشرتی ضروریات کو نظر انداز نہیں کیا سکتا تھا۔فلم کو اردو زبان میں ترجمہ کرنا وقت کی ضرورت تھی اور یہ فلم چونکہ ایک ایسی شخصیت کے بارے میں تھی جسے دنیا کے تمام بڑے مذاہب متاثر ہیں اس لیے فلم کی روایتی و معاشرتی انداز میں ترجمہ کی ضرورت تھی تاکہ معاشرہ کا وہ طبقہ جو پڑھنا لکھنا نہیں جانتا ان کے لیے فلم کی زبان کو سمجھنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی تھا۔اس لیے فلم کو اردو زبان میں ترجمہ کرنے کی اشد ضرورت کو سمجھتے ہوئے ترجمہ کیا۔مترجم اس بارے میں اپنے ایک انٹرویو میں بیان کرتے ہیں:

> ''فلم چونکہ ارامی زبان میں بنائی گئی تھی جو کہ یسوع مسیح کی زبان تھی لہٰذا اس زبان کو سمجھنا عام ناظرین کے بس میں نہ تھا۔لہٰذا فلم میں بیان کیے گئے حقائق سے عام ناظرین بھی مستفید ہو سکیں فلم کے ترجمہ کی بنیادی ضرورت تھی۔''(۱۷)

فلم کے ترجمہ کے دوران مشکلات پیش آئیں ان کو ساتھ ساتھ نمٹایا گیا۔ان مشکلات میں جدید سامان کی فراہمی کا نہ ہونا بھی شامل ہے۔ادبی لحاظ سے پیش آنے والی مشکلات کے بارے میں ٹونی ولیم اپنے انٹرویو میں یوں بیان کرتے ہیں کہ:

''فلم کے ترجمہ کے دوران جہاں مشکل الفاظ یا اصطلاحات آ جاتی ان کا ترجمہ کرنے کے لیے بائبل میں موجود الفاظ کا استعمال کیا جاتا تا کہ ناظرین کو کوئی آواز غیر مانوس محسوس نہ ہو اور نہ ہی کوئی ڈائیلاگ بائبلی تعلیمات کے متصادم معلوم ہو۔''(۱۸)

مترجم فلم کے ترجمہ میں ادبی مسائل سے گہرے طور پر واقف نظر آتا ہے، فلم کے تمام مکالمات جو کہ بائبل میں درج نہیں ہیں بلکہ فلمی یا تکنیکی ضروریات کے تحت ہدایت کار فلم میں شامل کر دیتا ہے اس قسم کے مکالمات کے ترجمہ میں مترجم نے اپنی حواس خمسہ کا استعمال کیا ہے۔ اور نہایت باریک بینی اور گہری سوچ سے ایسے مکالمات کا ترجمہ کیا ہے۔ فلم کے ترجمہ میں استعمال ہونے والی زبان عام اور ناظرین کے فہم کے مطابق استعمال کی گئی ہے، کہیں بھی ایسے الفاظ کا استعمال نہیں ملتا جو سامعین کی سمجھ سے بالاتر ہو۔ ٹونی ولیم چوں کہ معاشرتی ضروریات اور لوگوں کی ذہنیت و اہلیت سے واقف ہیں لہٰذا انھوں نے ترجمہ اتنے عام اور سادہ الفاظ میں کیا ہے کہ اس میں کوئی لفظیات کا کھیل موجود نہیں ہے۔ فلم میں انگریزی زبان میں مکالمہ یوں بیان ہوا ہے:

Take this and drink
This is my blood of the new covenant
Which is given for you and many
For the forgiveness of sins.(19)

فلم میں اردو ترجمہ یوں بیان کیا گیا ہے:

''اسے لو اور پیو
یہ میرا نئے عہد کا خون ہے
جو بہتیروں کے گناہوں کی معافی کے لیے بہایا جاتا ہے۔''(۲۰)

زبان میں سادگی اور سلاست کسی بھی مترجم کی کامیابی کی ضمانت ہوتی ہے۔ مترجم نے پوری فلم کے ترجمہ میں کہیں بھی سادگی اور سلاست جیسے پہلو کو ہاتھ سے نہیں نکلنے دیا اور ماہرانہ انداز میں فلم کے ترجمہ کا کام پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ ترجمہ میں استعمال کی گئی زبان سادہ، عام فہم، رائج الوقت الفاظ کا استعمال اور شائستہ ہے۔ اچھے ترجمہ نگار کی یہ خوبی ہوتی ہے کہ وہ اپنے مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے مترجم کے فرائض ادا کرتا ہے۔ ٹونی ولیم نے یہ کام نہایت مہارت اور خوبصورتی سے کیا ہے۔

''اماؤس کی راہ پر'' (Road to Amawas) ایک مختصر فلم ہے جو کہ تیس منٹ کے دورانیہ پر مشتمل ہے۔ اس فلم کی ہدایت کاری سٹیون جے بوئچر نے کی ہے۔ اس فلم کو یکم اپریل ۲۰۱۰ء کو ریلیز کیا گیا۔ فلم اماؤس کی راہ پر، کا اردو ترجمہ ایمس پرویز نے پاکستان کرسچن ریکارڈنگ منسٹری، فیصل آباد کی وساطت سے کیا۔ یہ فلم تیس منٹ کے مختصر دورانیہ پر مشتمل ہے

جس میں صرف تین بنیادی کرداروں کی گفتگو دکھائی گئی ہے۔فلم کے اردو ترجمہ میں صدا کار شاہ رخ مرزا، شاہد حمید، احتشام الحق اور بوبی کمال شامل ہیں۔فلم کا اردو ترجمہ بھٹی ویڈیو پروڈکشن، کراچی کی کاوش ہے۔

اس فلم کا ترجمہ بڑے جامع انداز میں کیا گیا ہے۔فلم کے تین بنیادی کردار یسوع مسیح کی موت کی کہانی کو بیان کرتے ہیں لیکن مترجم نے اصل متن میں پیش کیے جانے معانی و مفاہیم کوخوبصورت اور دل کش انداز میں پیش کیا ہے۔جس سے ناظرین کہانی کی اصل حقیقت کو جان لیتے ہیں۔مترجم کی کاوش میں جامعیت، چاشنی اور دل موہ لینے جیسے عناصر پائے جاتے ہیں۔فلم کے مکالمہ کا ترجمہ کرتے وقت مکالمہ کی ہیئت اور مفہوم اور ان کے معنی و مفاہیم و مطالب کا باریک بینی سے جائزہ لینے کے بعد اختصار کے ساتھ پیش کیا ہے۔جس سے ترجمہ میں سلاست و سادگی، اختصار، اصل متن کا بنیادی مفہوم مکمل طور پر واضح ہوتا ہے۔

اس فلم کا پلاٹ ایک الگ نوعیت کا ہے جس میں ایک واقعہ کو ہی فلم میں دکھایا گیا ہے جس کی وجہ سے مکالمات میں کئی رنگینی یا چاشنی نظر نہیں آتی بلکہ ایک ہی موضوع پر بحث ہونے کے وجہ سے اردو ترجمہ میں بوریت کا احساس ہونے لگتا ہے۔لیکن یہ مترجم کی غلط کوشش نہیں بلکہ فلم کے پلاٹ کا ایک موضوع پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ہے۔اردو ترجمے میں رنگینی یا چاشنی نہیں پائی جاتی۔الفاظ اگرچہ آسان اور سادہ استعمال کیے گئے ہیں لیکن اس کے باوجود اردو مکالمات میں کشش نہیں ہے۔الفاظ میں ربط نہیں ہے۔جس سے ناظرین کی توجہ منتشر ہو جاتی ہے۔اس فلم کے ترجمہ میں جو سب سے اہم اور قابل توجہ بات یہ ہے کہ فلم میں بائبلی لہجہ بہت کم ہے۔جس کی وجہ سے ناظرین عجیب کش مکش محسوس کرتے ہیں۔

مغرب کے بصری ادب کی روایت میں امریکی ڈرامہ فلم آسٹر (Easter) مکمل طور پر بائبل کی کہانی، کتابِ آسٹر پر مبنی ہے۔بائبل میں بیان کیے گئے حقائق کے متعلق یہ ایک اچھی معلوماتی فلم ہے۔تاہم، فلم بائبل کی کہانی سے ڈرامائی طور پر مختلف ہے اور اس کی وجہ سے دیکھنے والوں کو دیکھتے رہنا مشکل ہوگیا۔ویب سائٹ آسک بائبل نے اپنے مووی کے جائزے میں کہا ہے کہ یہ فلم بائبل سے اتنی دور ہے کہ ہمارے لیے کسی بھی سامعین کو اس کی سفارش کرنا ناممکن ہے۔ویب سائٹ کے مطابق:

> "The movie veered so far from the Bible, that it's impossible for us to recommend it to any audience."(21)

تاہم یہ بات فلم کے شروع میں ہی بیان کردی جاتی ہے کہ کچھ واقعات کو ڈرامائی مقاصد کے لیے تبدیل کر دیا گیا ہے۔یہ بات تو خصوصی اہمیت کی حامل ہے کہ فلم کے ہدایت کار کو فلمی تکنیکی ضروریات کے لیے تحت فلم کی کہانی کو اصل کہانی سے کسی حد تک منحرف کرنا پڑتا ہے۔ویب سائیٹ آسک بائبل کے مطابق فلم کے کرداروں کی اداکاری ناقص ہے اور یہ فلم کے محدود بجٹ کی وجہ سے ہے۔ویب سائیٹ کے مطابق:

> "The acting was poor, the movie is underwhelming and

the limited budget available to the producers is clearly evident."(22)

ناظرین کے لیے جو بات واضح ہے وہ مرکزی کرداروں کی ناقص کارکردگی ہے۔ مرکزی اداکارہ آستر اچھی اداکاری کرتی ہے۔ دوسری طرف بادشاہ کا کردار ادا کرنا ایک ناکامی تھی۔ فلم میں بادشاہ کا کردار یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے محض ایک کردار کی ضرورت پوری کی گئی ہے جس میں کوئی بھی مطلوبہ جوہر نہیں تھے۔

نوح ایک بائبلی ڈرامہ فلم ہے جو ۲۰۱۴ء میں ڈیرن آرنوفسکی کی ہدایتکاری میں فلمائی گئی۔ فلم کی کہانی بائبل مقدس میں سے پیدائش کی کتاب میں سے کشتی نوح سے متاثر ہو کر لکھی گئی۔ یہ فلم امریکہ میں مارچ ۲۰۱۴ء میں ریلیز کی گئی۔

فلم نوح (Noah) کا ترجمہ جدید طریقہ سے کیا گیا ہے جس میں ترجمہ کے لیے سب ٹائٹلز استعمال کیے گئے ہیں۔ انگریزی فلموں کو ترجمہ کرنے کے لیے یہ ایک جدید طریقہ ہے جس میں سب ٹائٹلز کی مدد سے انگریزی جملوں کو اردو جملوں میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ اس طرح سے ایک بامحاورہ ترجمہ تیار ہوتا ہے جس میں کہانی کے اعتبار سے روانی اور سلاست بھی پائی جاتی ہے۔

اس فلم کی کہانی کو اگرچہ بائبل میں سے لیا گیا ہے لیکن فلم کا موضوع ہی صرف بائبل سے مطابقت رکھتا ہے۔ اس فلم میں کہانی، کردار، اور مکالمات وغیرہ سب محض تخلیق کار کی اپنی کاوش ہے۔ بائبل میں بیان کی گئی نوح کی کہانی اور فلم میں دکھائی گئی نوح کی کہانی کا بہت زیادہ فرق ہے۔ فلم کا موضوع ہی صرف بائبل سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس بارے میں قومی مذہبی نشریاتی اداروں کے صدر نے بتایا کہ نوح فلم میں بائبل کے بڑے موضوعات شامل ہیں جن میں گناہ، فیصلے، راستبازی، اور خالق خدا کے طور پر شامل ہیں۔ اس بارے قومی مذہبی نشریاتی ادارے کے صدر بیان کرتے ہیں:

"The president of the National Religious Broadcasters stated that the Noah film includes major biblical themes including sin, judgment, righteousness, and God as Creator."(23)

مترجم نے فلم کے ترجمہ کے لیے کوشش کی ہے کہ وہ بائبلی تعلیمات سے مطابقت قائم رکھے۔ اس حوالے سے مترجم کی کوشش کامیاب نظر آتی ہے۔ مترجم فلم کے پورے ترجمہ میں کہیں بھی مشکل الفاظ و تراکیب استعمال نہیں کرتا۔ ایسے الفاظ استعمال نہیں کرتا جن کے استعمال سے ترجمہ کرتے وقت روانی میں خلل پیدا ہو۔ بلکہ مترجم آسان اور رواں اردو ترجمہ کے ذریعے فلم کے اصل متن تک رسائی ممکن بنائے رکھتا ہے۔

مترجم نے فلم کے موضوع کے اعتبار سے الفاظ بھی بائبل میں سے لیے ہیں۔ اگرچہ فلم کا پلاٹ بائبل میں بیان کردہ کہانی سے مماثلت نہیں رکھتا لیکن اس کے باوجود مترجم نے اردو ترجمہ کو اصل متن سے جوڑے رکھنے کے علاوہ بائبل مقدس سے بھی الفاظ استعمال کیے ہیں جس سے اردو ترجمہ مذہبی تاثر قائم رہتا ہے۔ اگرچہ ترجمہ سب ٹائٹلز کی مدد سے کیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود مترجم نے اپنی اعلیٰ ہمت، کوشش اور علم کی بنا پر ایک مستقل، رواں اور پائیدار ترجمہ کیا ہے۔

مغرب کے بصری ادب کی روایت میں سن آف گاڈ (Son of God)امریکی ڈرامہ فلم ہے جو یسوع مسیح کی زندگی کی کہانی کو از سرِنو پیش کرتی ہے اور بائبل مقدس میں یسوع مسیح کی کہانی کو ایک چھوٹی سی سیریز میں بیان کرتی ہے۔اس کی ہدایتکاری کرسٹوفر اسپینسر نے کی ہے۔پہلی دفعہ یہ فلم ۲۰۱۴ء میں ریلیز ہوئی۔

فلم سن آف گاڈ کا ترجمہ پاسٹر ٹونی ولیم نے کیا۔اس فلم میں پیشن آف دی کرائسٹ فلم کی طرح مشکل الفاظ و محاورات کے لیے آسان الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔جس سے ان مشکل الفاظ کا مفہوم عام ناظرین کی سمجھ میں آتا ہے۔فلم میں مشکل الفاظ کو آسان الفاظ میں ایسے ترجمہ کیا گیا ہے جس سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے وہ ترجمہ نہیں بلکہ اصل متن ہو۔فلم کا ترجمہ سب ٹائٹلز کی مدد سے کیا گیا ہے اس کے لیے کوئی ضروری سکرپٹ وغیرہ تیار نہیں کیا گیا بلکہ فلم کے مناظر کے ساتھ سکرین پر چلنے والے سب ٹائٹلز کی مدد سے ان کا ترجمہ کیا گیا ہے۔اگر فلم کے ترجمہ کو بامحاورہ ترجمہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ لفظی ترجمہ اس لیے نہیں کہا جاسکتا کیوں کہ ترجمہ میں جملوں کی ترتیب اور ساخت میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔جب کہ یہ لفظی ترجمہ میں یہ لیاقت نہیں ہوتی۔

ابہام سے بچاؤ کے لیے بائبل مقدس کے الفاظ اور آیات استعمال کی گئی ہیں۔جس سے عام ناظرین کسی بھی ابہام کا شکار نہیں ہوتے بلکہ وہ اس زبان و بیان سے عام واقفیت اور لگاؤ رکھتے ہیں۔اس ضمن میں پروفیسر ٹونی ولیم اپنے انٹرویو میں یوں بیان کرتے ہیں:

> ”انگریزی فلم میں شامل کیے گئے ایسے الفاظ جن کے استعمال سے ناظرین میں ابہام پیدا ہو ان کے ترجمہ کے لیے بائبل میں سے الفاظ و تراکیب لی گئی ہیں۔مثال کے طور پر بائبل میں درج ہے،’ایلی ایلی لما شبقتانی‘ اس کے لیے جو معانی ہیں ان میں اے میرے مالک یا اے میرے آقا، تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا‘ جیسے معنی لیے جاسکتے ہیں۔لیکن عام قارئین چوں کہ بائبل میں اس کا ترجمہ’اے میرے خدا، اے میرے خدا، تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا‘ پڑھتے ہیں جس سے انھیں اے میرے مالک یا اے میرے آقا والا ترجمہ عجیب لگ سکتا تھا اس لیے اس کا ترجمہ بائبلی الفاظ کے مطابق ہی کر دیا گیا۔تا کہ کسی قسم کا ابہام پیدا نہ ہو۔“(۲۴)

مترجم کی اس سوچ سے ان کی اپنے فن پر عبور اور کامل مہارت نظر آتی ہے۔وہ اپنے فن اور معاشرہ کی سوچ دونوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اپنے کام کو انجام دیتے ہیں۔مترجم نے فلم کے ترجمہ کے لیے رائج الوقت الفاظ کا استعمال کیا ہے تا کہ عام ناظرین پر یہ بوجھل محسوس نہ ہو۔مترجم ایسے الفاظ کا استعمال کرتا ہے جو کہ موجودہ وقت میں قابل قبول اور عام فہم ہوں۔ مترجم کی پوری فلم میں کہیں بھی یہ کوتاہی نہیں ملتی کہ وہ فرسودہ، خوابیدہ یا مشکل الفاظ اپنے ترجمہ میں استعمال کریں۔

''فلم کے ترجمہ کے دوران جہاں مشکل الفاظ یا اصطلاحات آ جاتی ان کا ترجمہ کرنے کے لیے بائبل میں موجود الفاظ کا استعمال کیا جاتا تا کہ ناظرین کو کوئی آواز غیر مانوس محسوس نہ ہو اور نہ ہی کوئی ڈائیلاگ بائبلی تعلیمات کے متصادم معلوم ہو۔''(۲۵)

مندرجہ بالا اقتباس اس بات کی تائید کرتا ہے کہ مترجم نے جاں فشانی، لگن اور معاشرتی افکار کو مدِ نظر رکھتے ہوئے فلم کے ترجمہ کیا تا کہ اس سے ادبی، مذہبی اور لسانی ترویج ہو اور کسی بھی قسم کی مشکل یا اجنبیت ناظرین محسوس نہ کریں۔

پولوس مسیح کا رسول (Paul, The Apostle of Christ) ایک امریکی بائبلی ڈرامہ فلم ہے جس کی تحریر اور ہدایتکاری اینڈریو ہائٹ نے کی ہے۔ فلم میں پولوس کی کہانی بیان کی گئی ہے۔ فلم مقدس پولوس کا ترجمہ دختران پولوس، ابلاغیات مقدس پولوس، لاہور کی کاوش ہے۔ یہ ایک محض اتفاق نہیں ہے کہ فلم کا نام اور ترجمہ کرنے والے ادارے کا نام ایک جیسے ہیں بلکہ ادارہ نے رسول کے نام پر اپنے ادارہ کا نام رکھا ہے۔ اس ادارے نے بہت ساری دیگر بائبلی فلموں کا اردو ترجمہ کر کے مذہبی ترویج میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

مترجم نے فلم میں کرداروں کے حوالے سے ان کی آواز کے اتار چڑھاؤ، اونچ نیچ کے اعتبار سے کافی محنت کی ہے۔ ترجمہ اگرچہ پائیدار اور عمدہ انداز میں کیا گیا ہے لیکن پھر بھی فلم کے ترجمہ میں کئی جگہوں پر ایسے الفاظ ملتے ہیں جو پردہ پر چلنے والے مناظر سے میل نہیں رکھتے۔ فلم کے مناظر اور اردو ترجمہ کے ڈائیلاگ آپس میں میل نہیں رکھتے بلکہ ان میں تہذیب و ثقافت اور بود و باش کا فرق نظر آتا ہے کہ ایک کردار کی اداکاری اور اردو ترجمہ میں اس کے مکالمات مختلف نظر آتے ہیں یوں کہا جائے کہ جھول نظر آتا ہے تو بے جا نہ ہوگا۔

فلم کا مرکزی کردار مقدس پولوس ہے۔ چونکہ وہ پہلے ایمانداروں کو مارتا تھا لیکن پھر ان کو بچانے والا بن گیا۔ چناں چہ فلم کو مرکزی مضمون معافی ملتا ہے کہ کس طرح پولوس کی زندگی معافی کی تعلیم دیتی ہے۔ اس ضمن میں برڈین کہتا ہے:

> Paul changed from murdering Christians to becoming one of their most influential leaders. His life personifies 'forgiveness,' a concept that seems almost impossible today.(26)

معافی کے موضوع کی وجہ سے مترجم نے فلم کے اردو ترجمہ میں بائبل مقدس میں سے بعض جگہ پر آیات کا استعمال بھی کیا ہے جس سے فلم کی کہانی بائبل کی تعلیمات سے جڑی رہتی ہے۔ اور فلم کی تکنیکی ضروریات کی وجہ سے مرکزی مضمون سے دور نہیں جاتی۔

مغرب کے بصری ادب میں فلم مریم مگدلینی (Marry Magdalene) ایک ایسی خاتون کی کہانی ہے جو یسوع مسیح کے ساتھ گزرے وقت کو یسوع مسیح کے جانے کے بعد بیان کرتی ہے۔ فلم کے ہدایت کاری چارلی جورڈن بروکنز نے کی۔

اس فلم کا ترجمہ بھٹی وڈیو پروڈکشن کی جانب سے کیا گیا ہے جس کا اردو سکرپٹ پیر بخش اور طیب سلیم نے لکھا ہے۔ انھوں نے ترجمہ نگاری کے اصول وضوابط کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے فلم کو ترجمہ شاندار کیا ہے۔ ترجمہ کی ریکارڈنگ رضوان بھٹی صاحب نے کی ہے۔ اردو ڈائیلاگز کی ہدایت کاری جارج بھٹی صاحب نے کی ہے۔ گویا ایک ٹیم کی شکل میں فلم کا ترجمہ، نہایت جامع اور خوبصورت شاہکار تخلیق کیا گیا ہے۔

مریم مگدلینی (Marry Magdalene) فلم کا اردو زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ مترجم نے فلم کے مکالموں کا گہرائی سے جائزہ لے کر ترجمہ کیا ہے۔ اس فلم کے ترجمہ میں مترجم نے الفاظ کا بڑی مہارت سے چناؤ کیا ہے اور سونے پر سہاگہ یہ کہ آواز کار کی آواز اور اس کے لہجے کے اتار چڑھاؤ نے ترجمہ کو چار چاند لگا دیے ہیں۔ اگرچہ الفاظ آسان اور سہل ہیں لیکن ان میں ادبی جھلک نظر آتی ہے۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ ادبی ترجمہ کے اصول اپنائے گئے ہیں جس سے الفاظ، جملوں اور مفہوم کی ادائی میں ادب کی جھلک نظر آتی ہے۔ یہاں ادبی جھلک سے مراد ہرگز نہیں کہ مقدس آیات کو کسی دیو مالائی کہانی کی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ ادبی رنگ میسر ہو جاتا ہے۔

یسوع کی تماثیل یا یسوع کی تمثیلیں (The parables of Jesus) ایک دستاویزی طرز کی فلم ہے جو کہ کیسل کمیونی کیشن نے پیش کی ہے۔ فلم میں یسوع کی تعلیم کو بیان کیا گیا ہے۔ وہ تعلیم جو یسوع تمثیلوں میں دیتا تھا۔ ان تماثیل کو بصری انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ فلم کا ترجمہ دختران پولوس، ابلاغیات مقدس پولوس نے کیا ہے۔ یسوع کی تماثیل یا یسوع کی تمثیلیں ایک ڈاکومینٹری طرز پر بنائی گئی فلم ہے جس میں تمام مکالمات انجیل میں سے لیے گئے ہیں۔

> ''اور یسوع ہجوم کو دیکھ کر پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اور جب بیٹھ گیا اس کے شاگرد اس کے پاس آئے۔ وہ اپنا منہ کھول کر انھیں سکھانے لگا۔
>
> مبارک ہیں وہ جو روح کے غریب ہیں کیوں کہ آسمان کی بادشاہت ان ہی کی ہے۔
>
> مبارک ہیں وہ جو حلیم ہیں، کیوں کہ وہ زمیں کے وارث ہوں گے۔''(۲۷)

جس میں آیات کے ساتھ مناظر کشی کی گئی ہے۔ الفاظ مکمل طور پر بائبلی آیات کے ہیں لیکن آیات کے علاوہ ان ڈائیلاگز میں وضاحت وتشریح بھی بیان کی گئی ہے۔ جو کہ آسان اور سادہ الفاظ میں ہے۔ فلم کے ترجمہ میں بائبلی کی آیات بطور ڈائیلاگز استعمال کرنے سے ناظرین کو مقدس آیات بصری انداز میں فراہم ہوتی ہیں لیکن اس کے باوجود ان میں اجنبیت محسوس نہیں ہوتی۔

فلم کے ترجمہ میں دستاویزی انداز کو ہی برقرار رکھا گیا ہے تاکہ اصل متن برقرار رہے۔ ترجمہ میں آسان الفاظ کے استعمال سے ناظرین کی دل چسپی فلم میں رہتی ہے۔ مترجم کی ترجمہ کے دوران یہ کوشش واضح نظر آتی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سکا مترجم نے بائبلی الفاظ کے استعمال پر زور دیا ہے۔ اگرچہ فلم کے کئی مناظر میں تشریح بھی درکار ہے لیکن وہاں پر بھی مترجم

ادبی یا علمی الفاظ کی بجائے آسان اور بائبلی الفاظ ہی استعمال کرتا ہے جس سے مترجم اپنے اصل متن سے دور نہیں ہوتا بلکہ اصل متن کو با خوبی واضح کرتا ہے۔

بائبلی روایات پر مبنی مغربی بصری ادب کے اردو تراجم کی روایت نے جہاں مثبت رویے قائم کیے ہیں وہاں اس روایت کی کچھ کوتاہیاں بھی موجود ہیں۔ یہ امر قابل تقسیم ہے کہ ترجمہ نگاری، فلم سازی میں ایک فن کی حیثیت اختیار کر چکی ہے اور اس کے لیے با قاعدہ شعبہ وجود میں آ چکا ہے۔لیکن اردو ترجمہ نگاری کے حوالے سے یہ بات قابل غور ہے کہ مذہبی فلموں کے تراجم کے حوالے سے کوئی مستقل ادارہ موجود نہیں ہے جو صرف مسیحی مذہبی فلموں کے تراجم کے حوالے سے خدمات انجام دے۔ اب تک جتنی فلموں کے تراجم ہوئے ہیں وہ سارے انفرادی کوششوں کا نتیجہ تھے۔مختلف مترجمین نے اپنے ذوق کی تسکین اور حصول ثواب کے لیے تراجم پر کام کیا۔لیکن مذہبی فلموں کی ترجمہ نگاری کے حوالے سے کوئی مستقل تنظیم یا ادارہ قائم نہیں ہے جس کی بنا پر اس شعبہ میں خاطر خواہ ترقی نہیں ہوئی۔ اس ضمن ایک دختران مقدس پولوس کا ایک ادارہ ملتا ہے جس نے کئی ایک مسیحی مذہبی فلموں کے اردو تراجم کیے لیکن یہ ادارہ بھی اب زیادہ خط و کتابت کے فرائض انجام دیتا ہے اور ترجمہ نگاری کے حوالے سے اپنی خدمات کو روک چکا ہے۔

مغربی بصری ادب کے اردو تراجم کے حوالے سے ایک خامی یہ بھی ہے کہ ترجمہ نگاری بغیر ڈبنگ کے بے معنی ہے۔ کسی بھی فلم کا اردو ترجمہ کا سکرپٹ تیار کرنے کے بعد تکنیکی امور کی ضرورت پیش آتی ہے۔ جس میں آواز کی ریکارڈنگ، وائس اوور، لپ سٹڈی اور کہانی کے مطابق آواز میں اتار چڑھاؤ جیسے فرائض انجام دینے پڑتے ہیں۔لیکن یہ خامی ابھی تک موجود ہے کہ اس حوالے سے کوئی مستقل یا مخصوص سٹوڈیو قائم نہیں ہیں۔ بلکہ وقت کی ضرورت کے پیش نظر کسی طرح ان فلموں کے تراجم وائس اوور میں ریکارڈ کر کے شائع کر دیے گئے ہیں۔لیکن مستقل اور مخصوص انتظامات اس حوالے سے تا حال موجود نہیں ہیں۔ اس ضمن میں فلم پیشن آف دی کرائسٹ کے مترجم نے اپنے انٹرویو میں اس بات کی وضاحت کی کہ اردو سکرپٹ اور مکالمہ نگاری کی ریکارڈنگ کے لیے وائس اوور آرٹسٹ کے لیے کوئی مکمل طور پر انتظام موجود نہیں تھا، بلکہ گھر کے سیکنڈ فلور پر واقع کچن میں ایک عارضی سٹوڈیو بنا کر وائس اوور ریکارڈ کی گئی ہے۔لیکن یہ صورت حال کسی ایک فلم سے متعلق نہیں ہے بلکہ مستقل طور پر کوئی ایسا سٹوڈیو مخصوص نہیں کیا گیا۔ البتہ وقتی ضرورت کے پیش نظر نجی طور پر کام کرنے والے سٹوڈیوز یا ریکارڈنگ سنٹرز سے اس کمی کو پورا کیا جاتا ہے۔

مغربی بصری ادب کے تراجم کی خامیوں میں ایک خامی یہ بھی ہے کہ ان فلموں کے تراجم کے لیے کوئی تربیتی کورسز یا تعلیمی اقدامات موجود نہیں ہیں۔ بلکہ یہ ابھی تک انفرادی طور پر تراجم کا سلسلہ نظر آتا ہے۔ اس سلسلہ میں مترجم کا کسی ایک فرقہ سے تعلق رکھنا اور اس کی کم علمی یا اس کا تراجم کے حوالے سے مہارت نہ رکھنا ترجمہ نگاری میں نقصان کا موجب بن سکتا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ کسی ایسے ادارے کا قیام عمل میں لایا جائے جو خالصتاً اردو تراجم کے حوالے سے تربیتی کورسز کا

اہتمام کرے جس سے ایک مستند اور باوقار ترجمہ معرض وجود میں آ سکے۔

ان تمام خامیوں کے باوجود بائبلی روایت پر مبنی مغربی بصری ادب سازی اور ان کی اردو میں ترجمہ نگاری کے معاشرہ پر مثبت نتائج مرتب ہوئے ہیں۔اس امر کو معاشرہ میں قابل ستائش تصور کیا گیا ہے۔مزید ان فلموں کے اردو تراجم سے اردو زبان کی ترویج میں بھی اضافہ ہوا ہے۔اس بصری مواد کی اردو زبان میں منتقلی کے باعث اردو زبان کی افادیت بڑھی ہے اور ایک مستقل طور پر اردو زبان کا لب ولہجہ فلمی آواز کی صورت میں ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو گیا ہے۔مذہب ہر شخص کی ذاتی ضرورت ہے اور اگر مذہبی تعلیمات،مسائل اور ان کا حل اردو زبان میں بصری وسمعی انداز میں افراد کو میسر آ جائے تو یہ ان کے لیے کسی بھی نعمت سے کم نہیں ہے۔

حواشی

(۱) اردو دائرہ معارف اسلامیہ،جلد سوم،(لاہور:دانش گاہ پنجاب، ۲۰۰۳ء)،ص ۲۳۵

(۲) www.ur.m.wikipedia.org / بائبل آزاد دارلمعارف

(۳) https://www.scripts.com/script/samson_and_delilah_17404

(۴) https://www.youtube.com/watch?v=b0eWEtAATj4

(۵) https://christianaxiom.blogspot.com/2015/01/samson-delilah-full-movie-in-urduhindi.html?m=1

(۶) https://www.scripts.com/script/jesus_11260

(۷) https://www.youtube.com/watch?v=-kGeJ8bC_pg

(۸) https://www.youtube.com/watch?v=kih0jmMHXlo&list=PL25lsmL0zzQ8oxMPHEzocRAriwCdeiClK

(۹) https://christianaxiom.blogspot.com/2015/01/jacob-bible-movie-in-urdu-hindi-part-1.html

(۱۰) سیّد عابد علی عابد،اسلوب،(لاہور:سنگ میل پبلی کیشنز،۲۰۰۱ء)،ص ۱۹۶

(۱۱) https://www.youtube.com/watch?v=ngnkKSAKzM8

(۱۲) https://christianaxiom.blogspot.com/2015/01/josephyousaffull-movie-in-urdu-part-1.html

(۱۳) https://youtu.be/VikE3QRCnE4 (David)

(۱۴) ایضاً

(۱۵) https://www.youtube.com/watch?v=edqVTmFu3-I

(۱۶) https://christianaxiom.blogspot.com/2014/12/revelation-urdu-movie-part-1.html

(۱۷) پروفیسر ٹونی ولیم،انٹرویو،لاہور:یکم فروری ۲۰۲۰ء،۱ بجے دوپہر

(۱۸) ایضاً

(۱۹) https://christianaxiom.blogspot.com/2014/12/revelation-urdu-movie-art1

(۲۰) https://christianaxiom.blogspot.com/2015/01/the-passion-of-christ-full-movie-in-hindi-urdu.html

(۲۱) http://www.askbible.org/movies/the-book-of-esther-2013-movie-review/

(۲۲) ایضاً

(۲۳) http://www.askbible.org/president national religious broadcasting

(۲۴) پروفیسر ٹونی ولیم، انٹرویو، لاہور: یکم فروری ۲۰۲۰ء، ۱ بجے دوپہر

(۲۵) ایضاً

(۲۶) www.Wikipedia.com/paul/Berdain

(۲۷) https://www.youtube.com/watch?v=Ju-PKfCKShk

مآخذ:

(۱) سیّد عابد علی عابد، اسلوب، (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۱ء)، ص ۱۹۶

انٹرویوز

(۱) پروفیسر ٹونی ولیم، انٹرویو، لاہور: یکم فروری ۲۰۲۰ء، ۱ بجے دوپہر

انسائیکلوپیڈیا

(۱) اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد سوم، لاہور: دانش گاہ پنجاب، 2003ء

ویب گاہیں

(1) www.ur.m.wikipedia.org/بائبل آزاد دارلمعارف
(2) https://www.scripts.com/script/samson_and_delilah_17404
(3) https://www.youtube.com/watch?v=b0eWEtAATj4
(4) https://christianaxiom.blogspot.com/2015/01/samson-delilah-full-movie-in-urduhindi.html?m=1
(5) https://www.scripts.com/script/jesus_11260
(6) https://www.youtube.com/watch?v=-kGeJ8bC_pg
(7) https://www.youtube.com/watch?v=kih0jmMHXlo&list=PL25lsmL0zzQ8oxMPHEzocRAriwCdeiClK
(8) https://christianaxiom.blogspot.com/2015/01/jacob-bible-movie-in-urdu-hindi-part-1.html
(9) https://www.youtube.com/watch?v=ngnkKSAKzM8
(10) https://christianaxiom.blogspot.com/2015/01/josephyousaffull-movie-in-urdu-part-1.html
(11) https://youtu.be/VikE3QRCnE4 (David)
(12) https://www.youtube.com/watch?v=edqVTmFu3-I
(13) https://christianaxiom.blogspot.com/2014/12/revelation-urdu-movie-part-1.html

(14) https://christianaxiom.blogspot.com/2014/12/revelation-urdu-movie-art1
(15) https://christianaxiom.blogspot.com/2015/01/the-passion-of-christ-full-movie-in-hindi-urdu.html
(16) http://www.askbible.org/movies/the-book-of-esther-2013-movie-review/
(17) http://www.askbible.org/president national religious broadcasting
(18) www.Wikipedia.com/paul/Berdain
(19) https://www.youtube.com/watch?v=Ju-PKfCKShk